اسلامی حکومت کی تشکیل کی نظریاتی بنیادیں

(امام خمینیؒ اور علامہ مودودیؒ کی نظر میں)

Ideological Bases of Establishing the Islamic Government (in the view of *Imam Khomeini* & *Allama Mawdudi*)

Dr. Hussain Alvi Mehr
Syed Bahadur Ali Zaidi

Abstract

Imam Khomeini and Allama Mawdudi are agreed that monotheism, prophethood, the permanence of Islam and its comprehensiveness are essential ideological bases for the establishment of an Islamic government according to the Holly Qur'an and Sunnah. Anyhow, according to the author, *Imam Khomeini* considers Imamate and *Wilayat-e-Faqih* (in the absence of infallible Imam) as the furthure theoritical foundations for the formation of the Islamic government. But, *Allama Mawdudi* considers the Khilafah of the majority (*khilafat-e jamhūr*) as the basis of Islamic government. This article presents the views of both thinkers in a descriptive-analytical manner and provides an analytical-critical overview of their arguments.

Key Words: Ideological foundations, Islamic government, *Imam Khomeini, Allama Abo-ul-Aala Mawdudi*.

خلاصہ

امام خمینیؒ اور علامہ مودودیؒ اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں توحید، رسالت، اسلام کی جاودانگی اور جامعیت، اسلامی حکومت کی تشکیل کی حتمی فکری بنیادیں ہیں۔ لیکن امام خمینیؒ امامت اور عصرِ حاضر میں جو کہ امام معصوم کی غیبت کا عصر ہے، ولایت فقیہ کو اسلامی حکومت کی تشکیل کی مزید اہم فکری بنیاد قرار دیتے ہیں۔ لیکن علامہ مودودیؒ خلافتِ جمہور کو اسلامی حکومت کی اساس قرار دیتے ہیں۔اس مقالہ میں دونوں مفکرین کی آراء کو توصیفی۔ تحلیلی روش کے تحت بیان کرتے ہوئے ان کے دلائل کا تحلیلی۔ تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: قرآن، سنت، اسلامی حکومت، خمینیؒ، مودودیؒ۔

تعارف

اسلامی حکومت کی بنیادوں سے مراد وہ نظریات و عقائد ہیں جن پر اسلامی حکومت تشکیل پاتی ہے۔ یہ نظریات وعقائد اسلامی حکومت کو مشروعیت عطا کرتے ہیں۔ جب ہم اسلام کی سیاسی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس موضوع پر علمائے اسلام نے کافی بحث کی ہے۔ بالخصوص گذشتہ چند دہائیوں سے دینی رہبری یا ولایت فقیہ کے بارے میں اس موضوع پر کافی تفصیلی گفتگو دیکھنے میں آتی ہے۔ اس حوالے سے آیت اللہ خمینیؒ اور علامہ مودودیؒ کے نزدیک اسلامی حکومت کی تشکیل کی درج ذیل مشترکہ فکری اور عقیدتی بنیادیں شمار ہوتی ہیں:

امام خمینی اور علامہ مودودی کے نزدیک اسلامی حکومت کی تشکیل کی مشترکہ بنیادیں

ا۔ توحید

امام خمینی اصل توحید کو اسلامی حکومت کے مبانی میں سے قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: "تمام عقائد کی اصل و بنیاد (کہ جنہیں قرآن کریم، پیغمبرؐ اسلام اور ان کے بعد آپؐ کے برحق جانشینوں نے بیان کیا ہے) اور ہمارے اعتقادات میں سب سے اہم ہے وہ اصل توحید ہے۔ اس اصل کے مطابق ہمارا عقیدہ ہے کہ صرف و صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی تمام عالم بشریت و موجودات عالم کا خالق ہے جو تمام حقائق عالم سے آگاہ ہے، ہر چیز پر قادر ہے اور ہر شئے کا مالک ہے۔" [1] امام خمینیؒ، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تشریعی پر اعتقاد کی بنا پر حکومت کی مشروعیت اور اللہ سبحان کے حق حاکمیت کے بارے میں کہتے ہیں: "حکم عقل کی روشنی میں ایسی حکومت کی تاسیس کہ جس کی اطاعت وفرماں برداری تمام لوگوں پر لازم وواجب ہے صرف اسی کے لئے شائستہ ہے جو تمام چیزوں کا مالک ہو اور وہ جس چیز میں بھی اگر تصرف کرنا چاہے تو وہ درحقیقت اپنے مال ہی میں تصرف کر رہا ہو تو ایسا تصرف کرنے والا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے جو تمام موجودات عالم کا خالق و مالک ہے پس وہ جو بھی حکم جاری کرے گا اور جو تصرف بھی کرے گا وہ اپنی مملکت میں انجام دے رہا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو حکومت عنایت کرے اور انبیاء کے ذریعے اس کے حکم کو لازم الاطاعہ قرار دے تو ہر شخص پر اس کی اطاعت و فرماں برداری لازم و واجب ہو جاتی ہے۔" [2] اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تشریعی کے اعتقاد کی بنا پر امام خمینیؒ کے سیاسی تفکر کے مبانی میں سے ایک مبنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کسی پر حکومت کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح قانون سازی کا حق بھی کسی کو حاصل نہیں ہے۔ امام خمینیؒ کا عقیدہ ہے کہ اسلام میں قانون سازی کا حق صرف خداوند عالم کو حاصل ہے اور یہ خود تشکیل حکومت کی دلیل ہے۔

مستندات

چونکہ امام خمینیؒ کے طرز تفکر میں وحی وقرآن کریم شریعت کی اساس وبنیاد ہے،اس لئے یہاں ان کے اختیار کردہ اس مبناکے مستندات پیش کئے جارہے ہیں۔اس مبناکے لئے اس طرح قرآنی آیت سے استناد کیا جاسکتا ہے: "لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا" (48:5) ہم نے تم میں سے ہر قوم کے لئے ایک شریعت وراستہ معین کیا ہے۔" یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام میں قانون گزار صرف اللہ کی ذات ہے۔ دین اسلام میں حکومت کا مبنا یہ ہے کہ اسلام میں صرف اللہ کو حق حکومت حاصل ہے، حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: "إِنِ الْحُكْمُ إِلا لِلّٰهِ" (57:6) حکومت صرف اللہ کی ہے۔ بنابریں، اسلامی حکومت کی مشروعیت صرف اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہے اور یہی حکومت معاشرے میں توحیدی قوانین کے اجراء کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔یہی حکومت اطاعت وفرماں برداری کے لائق ہے اور دیگر تمام حکومتوں پر برتری کی حامل ہے۔[3] چونکہ یہ وسیع و عریض جہان ہستی خداوند عالم کی مخلوق اور اس کے قلمرو کے ماتحت ہے،اس دنیا کی حاکمیت بھی صرف اللہ کے لئے ہے۔ لہٰذا صرف اسی کی حکومت رسمی و قانونی تسلیم کی جائے گی اوراسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے کیونکہ اطاعت کادرجہ حاکمیت قبول کرنے کے بعد ہے۔

انسانوں کے لئے قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور وہ ہی لوگوں کے اختلافات کو نابود کرنے کا واحد مرجع وماویٰ ہے،اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسان سے اس طرح ارشاد فرمایا ہے: "فَاللّٰهُ يَحكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوْا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ" (113:2) جس چیز کے بارے میں یہ لوگ اختلاف کر رہے تھے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے بارے میں فیصلہ کردے گا۔ نیز فرماتا ہے: "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ" (57:6) حکم وفرمان صرف اللہ کے لئے ہے وہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہے اور وہ بہترین جدا کرنے والا ہے۔ آیت اللہ مکارم اس آیت کے ذیل میں کہتے ہیں: یعنی تمام امور اور فرمان سب اللہ کے دست قدرت میں ہیں۔ نیز فرماتا ہے: "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ" (40:12) حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔ اسی نے حکم دیا ہے کہ کسی غیر کی پرستش نہ کرو! "ذَالِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ" (10:60) یعنی: "یہ اللہ کا حکم ہے کہ وہ تمہارے درمیان حکم کرتا ہے اور اللہ دانا و حکیم ہے۔"

ان آیات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ "تمام امور اور فرمان و حکم صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس حاکمیت و قانون سازی اسی کے دست اختیار میں ہے۔ اسی طرح علامہ مودودیؒ بھی قائل ہیں کہ اسلام میں حاکمیت صرف

اللہ کی ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی بھی حقیقی حاکمیت کا حامل نہیں ہے: "حقیقت یہ ہے کہ حاکمیت یا sovereignty صرف اللہ کے لئے ہے جو تمام لوگوں کا خالق اور رب ہے اسی سے تمام ہستی کا قوام ہے۔ تمام ہستی کے امور اسی کے تابع ہیں۔ لہٰذا حقیقی حاکمیت اسی کی ہے۔[4] اسلام میں اصل اوّلی و عمومی یہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ کو امر و نہی کا حق حاصل ہے: "و للہ مُلکُ السّمَاواتِ و الارضِ و اللہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر" (189:3) ترجمہ: "زمین و آسمانوں کی حکومت صرف اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" اصل اوّلی یہ ہے کہ انسان کو اپنے مالک کی اطاعت کرنی چاہیے اور کسی انسان کی اس پر اطاعت لازم نہیں ہے: "ان الحکم الا اللہ امر تعبدو الاایاہ ذالك الدین القیم" (40:12) ترجمہ: "حکم سوائے اللہ کے کسی اور کا نہیں۔ اس کا فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔ یہی صحیح دین ہے۔" علامہ مودودیؒ کے طرز تفکر میں اسلام کا سیاسی نظریہ اس امر پر مبنی ہے کہ حکم دینے اور قانون بنانے کے اختیارات تمام انسانوں سے فرداً فرداً اور مجتمعاً سلب کر لئے جائیں، کسی شخص کو یہ حق تسلیم نہ کیا جائے کہ وہ حکم دے اور دوسرے اس کی اطاعت کریں۔[5]

۲۔ رسالت

آیت اللہ خمینیؒ کے نظریہ کے مطابق اسلامی حکومت کا دوسرا مبنا رسالت و نبوت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کو یہ منصب اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے: "اگر اللہ کسی کو حکومت عطا کرے اور انبیائے کرام کے ذریعے اسے لازم الاطاعہ قرار دے تو پھر ہر انسان پر اس کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ انسان کو حکم الٰہی کے علاوہ کسی کے حکم کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔"[6] اسی نقطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "پیغمبر اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی جانب سے احکام اجرا کرنے اور نظام اسلامی کو استوار کرنے پر مامور تھے۔ اللہ نے انہیں مسلمانوں کا رئیس و حاکم قرار دیا تھا اور ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔"[7] علامہ مودودیؒ بھی رسالت کو نظام سیاسی اسلام کا دوسرا مبنا قرار دیتے ہیں۔ ان کے نقطہ نظر کے مطابق انبیاء اور بالخصوص پیغمبر اکرمؐ حاکمیت خداوند متعال کے مظہر ہیں۔ انبیاء اللہ کے نمائندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی کے ذریعے انسان کے فردی و اجتماعی احکام ابلاغ کرتا ہے۔ اسی لئے اسلام اپنے پیروکاروں کو انبیاء کی مکمل اطاعت کا حکم دیتا ہے۔[8]

مستندات

امام خمینیؒ و علامہ مودودیؒ دونوں نے آیات قرآن کی روشنی میں رسالت کو اسلامی حکومت کا مبنا قرار دیا ہے۔ امام خمینیؒ سورہ نساء، آیت ۵۹ کے ذیل میں کہتے ہیں: "لوگوں کے لئے جو قانون و دستور منبع ولازم الاجرا ہے وہ صرف و

صرف حکم الٰہی ہے۔ نبی کریمؐ کی اطاعت و اتباع بھی حکم الٰہی کی بنیاد پر ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے: "و اطیعوا الرسول؛ یعنی رسول کی پیروی کرو"۔ [9] نیز ولایت نبی کریمؐ پر اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں: "النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" (6:33) اس آیت کے ذیل میں کہتے ہیں: "اولویت سے مراد ولایت و امارت ہے۔ جیسا کہ کتاب مجمع البحرین میں اس آیت کے ذیل میں امام رضا (ع) سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں: "یہ آیت امارت (حکومت و ولایت) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔" [10] بنابریں نبی مومنین پر ولایت و امارت رکھتے ہیں۔[11]

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ مرحلہ استناد میں کہتے ہیں: "آپ قرآن کریم میں پڑھتے ہیں کہ اللہ کی جانب سے جو نبی بھی مبعوث ہوا اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ "فاتَّقوا اللہ و اطیعُون" (108:26، 110، 136) "تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔" مودودیؒ اسے ایک قطعی اصول قرار دیتے ہیں: "وَمَا أرسَلنا مِن رَّسُولٍ اِلّا لِيُطَاعَ بِاذنِ الله" (64:4) ترجمہ: "ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن (Sanction) کے تحت اس کی اطاعت کی جائے۔" "من يُطع الرَّسول فقد اطاع الله" (80:4) ترجمہ: "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" یہاں تک کہ جو شخص اختلافی مسائل میں رسول اکرمؐ کو اپنا مرجع قرار نہیں دیتا قرآن اسے مسلمان ہی قرار نہیں دیتا ہے۔ "فلا و ربّك لا يُؤمنون حتّى يُحكِّمُوكَ فيما شَجَر بَينهم ثُمَّ لا يَجِدُوا في انفسهم حرَجًا مّمّا قَضَيتَ و يُسَلِّمُوا تسليما" (65:4) ترجمہ: "پس نہیں تیرے رب کی قسم! وہ ہر گز مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلاف میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔" اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام میں مکمل طور پر قانونی حاکمیت اللہ تعالیٰ و پیغمبرؐ اسلام سے مختص ہے۔[12]

علامہ مودودیؒ آیات قرآن سے استناد کی روشنی میں نبی کریمؐ کو اللہ کی جانب سے حاکم و فرمانروا قرار دیتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ منصب رسالت کی طرح یہ منصب بھی آنحضرتؐ کو تفویض ہوا ہے لہٰذا کسی مومن کو اوامر الٰہی و فرمان رسول اکرمؐ کی مخالفت، اس میں چوں چرا یا اس سے بے اعتنائی کا حق نہیں ہے۔ یعنی پیغمبرؐ اسلام گویا دو منصب یعنی منصب رسالت و حکومت کے حامل تھے۔ علامہ مودودیؒ منصب رسالت پیغمبرؐ اسلام کو اسلامی حکومت کا دومین مبنی قار دینے پر تاکید کرتے ہیں اور سنت و سیرت رسول اکرم ﷺ کو حاکمیت الٰہی کے طول میں

بعنوان مبنا قانون قرار دیتے ہیں۔ ان کے نقطہ نظر کے مطابق: "اسلامی حکومت کا دومین مبنا یعنی اطاعت رسولؐ اللہ فی نفسہ و مستقل نہیں ہے بلکہ ان کی اطاعت اللہ کے نمائندے کی حیثیت سے ہے اور یگانہ راہ و عملی صورت اطاعت خداوند ہے۔"[13]

اسلامی حکومت کی تشکیل کی امام خمینیؒ کے ہاں مخصوص بنیادیں

ا۔ امامت

اسلام میں تشکیل حکومت کے مبانی میں سے ایک "امامت" بھی ہے۔ امام خمینیؒ کی نگاہ میں حضرت علیؑ و دیگر ائمہ معصومین (ع) کی ولایت و امامت خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ اسے امانت الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں اور ان حضرات کی اطاعت و پیروی کو ضروریات دین میں سے شمار کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آیت اللہ خمینیؒ کہتے ہیں: "چونکہ آیت میں "امانت" سے مراد کثیر احادیث میں ولایت امیر المومنینؑ کو بیان کیا گیا ہے لہٰذا آنجناب کی اطاعت و اتباع کو ترک کرنا خیانت میں شمار ہوتا ہے"۔[14] نبی و امام کا فرق یہ ہے کہ نبی دین کا بانی و بنیان گزار، حامل وحی الٰہی اور صاحب کتاب ہوتا ہے جبکہ امام ان دو مسائل سے قطع نظر نبی کی دیگر ذمہ داریوں سے عہدہ دار ہوتا ہے۔ رحلت پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد ائمہ معصومینؑ ہی پر احکام بیان کرنے اور اجرا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لوگوں کو ان سے احکام سیکھنے چاہئیں اور ان کی رہبری و سرپرستی کو قبول کریں تاکہ اسلامی حکومت کی تشکیل اور احکام اسلامی کے اجراء کا زمینہ فراہم ہوسکے۔

مستندات

نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ سے حدیث نقل ہوئی ہے کہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے امامت کو معاشرے کو منظّم رکھنے اور اس میں نظم و انضباط کے لئے قرار دیا ہے: "وَ الْاِمَامَةَ نِظَاماً لِلْاُمَّةِ وَ الطَّاعَةَ تَعْظِيماً لِلْإِمَامَةِ"[15] یعنی: "اللہ نے امامت کو نظام امت کے لئے قرار دیا ہے اور مقام امامت کو اجاگر کرنے کے لئے ان کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے۔ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جو لوگ ایسے امام کی پیروی کریں جو میری طرف سے معین نہیں ہوا ہے تو میں انہیں سزا دوں گا اور جو لوگ میری جانب سے معین شدہ امام عادل کی پیروی کریں تو ان پر رحمت نازل کروں گا"۔[16] حضرت فاطمہ الزہرا (س) اپنے خطبہ میں فرماتی ہیں: "وَ الطَّاعَةَ نِظَاماً لِلْمِلَّةِ

وَ الْإِمَامَةَ لَمّاً مِنَ الْفُرْقَةِ" [17] یعنی؛ "اللہ نے امامت کو حفظ نظام کے لئے اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے لئے قرار دیا ہے۔"

۲۔ ولایت فقیہ یا استمرار امامت

جس طرح پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد عقلی و نقلی دلائل کی بنا پر امامت ضروری و لازمی ہے اسی طرح حکم عقل اور روایات اہل بیتؑ میں عصر غیبت میں حکومت و امارت فقیہ جامع الشرائط کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ دو اصول پر مبتنی ہے:

الف) امام معصومؑ کی غیبت کے زمانہ میں حاکمیت و ولایت و زعامت ختم نہیں ہوتی ہے۔

ب) ایسے افراد کی حاکمیت کا متحقق ہونا ضروری و لازم ہے جن میں دو اساسی شرائط یعنی علم و عدالت پائی جاتی ہوں۔ [18]

اس سلسلہ میں امام خمینیؒ کا کہنا ہے: "امت کی ولایت و سرپرستی عادل فقیہ پر عائد ہوتی ہے، یہی امت کی رہبری کے لائق ہے کیونکہ حاکم اسلامی کا فقیہ و عادل ہونا ضروری ہے۔ پس اسلامی حکومت کی تشکیل عادل فقہاء پر واجب کفائی ہے۔ بنابریں اگر فقہاء میں سے کسی ایک فقیہ کو حکومت تشکیل دینے کی توفیق حاصل ہو جائے تو باقی تمام دیگر پر اس کی اطاعت و پیروی لازم ہے اور چنانچہ اگر تمام فقہاء کی ہم آہنگی و اجتماع کے بغیر یہ حکومت تشکیل دینا ممکن نہ ہو تو پھر سب کے اوپر واجب ہے کہ مل کر اس امر کو انجام دیں۔" [19] امام خمینیؒ کے نقطہ نظر کے مطابق جس طرح امت کی سیاسی رہبری، ائمہ معصومینؑ کا ایک مسلم حق ہے، فقہاء کا بھی حق ہے اور فقیہ کی ولایت و رہبری در حقیقت نبوت و امامت ہی کا تسلسل ہے جو کہ اللہ کی جانب سے تشریع شدہ ہے۔ اس لئے آیت اللہ خمینیؒ کا عقیدہ ہے کہ ولایت فقیہ، ولایت رسولؐ اللہ اور ولایت ائمہؑ کا تسلسل اور حکومت، اسلام کے احکام اولیہ میں سے ہے۔ [20] نتیجہ نکلتا ہے کہ امام خمینیؒ کے نظریہ کے مطابق فقیہ کی ولایت و سرپرستی امام معصومؑ کی امامت و ولایت کا تداوم و تسلسل ہی ہے اور ولایت فقیہ امام معصوم ع کی شائستہ جانشینی کا نام ہے، کیونکہ تمام وہ دلائل جو نبوت و امامت عامہ کے لئے قائم کئے گئے ہیں، عصر غیبت میں ولایت فقیہ کو بھی شامل کرتے ہیں۔

مستندات

امام خمینیؒ نے ولایت فقیہ کے لئے عقلی دلیل (یعنی یہ کہ یہ ایک بدیہی امر ہے) کے علاوہ روایات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ امام خمینیؒ کی نظر کے مطابق ولایت فقیہ کو بیان کرنے والی جملہ روایات میں سے ایک روایت کہ جس کی

دلالت میں شک و شبہ اور کوئی اشکال نہیں ہے، مرسلہ شیخ صدوقؒ ہے۔[21] یہ روایت اس طرح ہے: "قَالَ رَسُولَ اللهُ: اَللَّهمَّ ارحَم خُلَفَائِی (ثُلاثُ مَرَّاتٍ) قِیلَ: یَا رسولَ الله ؛ وَ مَن خُلَفَاؤُكَ؟ قَالَ: الَّذِین یَأتُونَ مِن بَعدِی، یَروُون حَدِیثِی وَ سُنَّتِی فَیُعَلِّمُونها النَّاسَ مِن بَعدِی" [22] امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "بار الٰہ ! میرے جانشینوں پر رحم فرما" پیغمبر اکرم ﷺ نے تین بار اس جملہ کو تکرار کیا۔ سوال ہوا یا رسول اللہ ﷺ ! آپ کے جانشین کون ہیں؟ جواب دیا: وہ افراد جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث وسنت کو نقل کریں گے اور اس کے مطالب لوگوں کو تعلیم دیں گے۔"

ولایت فقیہ حدیث کی دلالت

امام خمینیؒ کی نظر میں اوّلاً اس حدیث کی دلالت میں کوئی اشکال نہیں ہے جس کی دلیل خلفاء وخلافت کی تعبیر کا بیان کرنا ہے اور خلافت نبوت کے تمام امور میں جانشینی ہی ہے۔ اور مذکورہ حدیث میں جملہ "اَللَّهمَّ ارحَم خُلَفَائِی" اس جملہ "عَلِیٌّ خَلِیفَتِی" [23] سے کم نہیں ہے۔ دونوں جملوں میں خلافت کے ایک ہی معنی ہیں، حدیث اول و حدیث دوم میں مفہوم خلافت الگ الگ نہیں ہے۔ امام خمینیؒ اس کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں: "یہ جملہ "الَّذِین یَأتُونَ مِن بَعدِی یَروُون حَدِیثِی" خود مفہوم خلافت کو بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ خلفاء و جانشین کا تعارف کروارہا ہے۔ کیونکہ خلافت و جانشین کا معنی و مفہوم رسولؐ خدا کے زمانے میں مجہول و مبہم نہ تھا کہ جس کے بیان کی ضرورت ہوتی اور سائل نے بھی خلافت کے معنی دریافت نہیں کئے تھے بلکہ وہ اشخاص کی پہچان چاہتا تھا اور حضورؐ نے بھی اس وصف (یروون من بعدی) کے ذریعے تعارف کروایا ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ کسی نے بھی اس جملہ "علی خلیفتی" یا "الائمہ خلیفتی" [24] کا مطلب "مسئلہ گوئی" نہیں سمجھا ہے بلکہ اس سے ائمہ کی خلافت وحکومت پر استدلال کیا ہے جبکہ جب جملہ "خلفائی" پر پہنچے تو توقف کر بیٹھے ہیں۔ امام خمینیؒ اس بات کو دلالت حدیث کے خلاف سمجھتے ہیں کہ خلافت کے ایک جگہ جانشین معنی لئے جائیں اور دوسری جگہ دوسرے معنی لئے جائیں کیونکہ اگر دوسرے معنی مراد لئے جائیں یعنی اگر خلافت کو ائمہ معصومینؑ میں محدود کر دیا جائے تو احکام اسلامی کا معطل ہونا لازم آجائے گا۔ "اگر یہ گمان کیا جائے کہ خلافت رسولؐ اللہ خاص افراد میں محدود ہے اور چونکہ ائمہ معصومین میں سے ہر ایک خلیفہ ہے اور ان کے بعد علماء حاکم و خلیفہ نہیں ہو سکتے ہیں تو اسلام بغیر سرپرستی کے رہ جائے گا اور احکام اسلامی معطل ہو کر رہ جائیں گے ! [25] اسی طرح

امام خمینیؒ معتقد ہیں کہ اسلامی حکومت کی سرحدیں خطرہ سے دچار ہو کر دشمنان اسلام کے ہاتھوں اسیر ہو جائیں گی اور اسلامی معاشرہ اپنے اصلی راستہ سے منحرف ہو جائے گا۔[26]

تحلیل و تجزیہ

مذکورہ مطالب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام خمینیؒ بعض محدثین اور ایسے افراد کو اس حدیث کا مصداق قرار نہیں دیتے ہیں جو صرف نقل احادیث پر اکتفاء کرکے کوئی رائے اور فتوی نہیں دیتے ہیں بلکہ وہ ایسے افراد کو مصداق مانتے ہیں جو علوم اسلام کی تبلیغ و ترویج و توسیع کرتے ہیں، احکام اسلام کو بیان کرتے ہیں اور لوگوں کی تربیت کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نظریہ کے مطابق علماء و فقہاء رسول اکرم وائمہ معصومین کے وظائف کے عہدیدار ہوتے ہیں اور چونکہ رسول اکرم ﷺ اور ائمہ اہل بیتؑ کا وظیفہ صرف احادیث بیان کرنا نہیں تھا بلکہ وہ لوگوں کی تربیت کرتے تھے، درس وتدریس کا سلسلہ قائم کرتے تھے اور ہزاروں لوگوں کو معاشرے کو چلانے کے لئے تیار کرتے تھے لہٰذا علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ رسول اکرمؐ وائمہ معصومینؑ کے وظائف پر عمل کریں۔ امام خمینیؒ کے نظریہ کے مطابق ولایت فقیہ پر اس حدیث کی دلالت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ ان کے مطابق خلافت درحقیقت تمام امور نبوت میں جانشینی ہے کیونکہ یہ اس جملے "اللھم الرحم خلفائی" کو اس جملے "علی خلیفتی" سے کم نہیں سمجھتے ہیں بلکہ دونوں جملوں کا ایک ہی معنی و مفہوم سمجھتے ہیں۔[27]

روایت میں موجود جملہ "الذین یأتون من بعدی یروون حدیثی" کے ذریعے امام خمینیؒ کا استدلال قوی ہے کیونکہ روایت میں مراد خلافت کے معنی بیان کرنا نہیں ہے بلکہ خلفاء کا تعارف مقصود ہے۔ اس لئے انہوں نے صدر اسلام کی طرف اشارہ کیا ہے صدر اسلام میں خلافت کے معنی مجہول و مبہم نہ تھے کہ جسے بیان کرنے کی ضرورت تھی اور سائل نے بھی خلافت کے معنی دریافت نہیں کئے تھے بلکہ اس نے خلفاء کے بارے میں سوال کیا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ اور آنحضرت نے اس وصف کے ذریعے ان کا تعارف کروایا تھا۔ لہٰذا تعجب کی بات ہے کہ "علی خلیفتی" یا "الائمة خلفائی" [28] کا مطلب کسی نے بھی مسئلہ گوئی نہیں قرار دیا ہے بلکہ ائمہ معصومین کی خلافت و حکومت پر استدلال کیا ہے لیکن جملہ "خلفائی" پر توقف کر بیٹھے ہیں۔ امام خمینیؒ اس استدلال و وضاحت کے ذریعے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عصر غیبت میں علمائے اسلام کی ولایت و حکومت واضح امر ہے۔ پس امام خمینیؒ اس سلسلے میں وارد ہونے والے ابہام کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "روایت میں "خلفاء" سے مراد صرف ائمہ معصومینؑ نہیں ہیں

کیونکہ اگر پیغمبر اسلام کا مقصد خلفاء سے صرف ائمہ معصومین تھا تو آپؐ اس طرح فرماتے: "علی اور ان کے معصوم فرزندان، نہ یہ کہ انہیں ایسی صفت سے متصف فرمائیں کہ جس میں تمام علماء شامل ہو جائیں۔"

اسلامی حکومت کی تشکیل کی سید ابوالاعلی مودودیؒ کے ہاں مخصوص بنیادیں

خلافت

علامہ مودودیؒ یہ نتیجہ حاصل کرنے کے بعد کہ اسلام میں حاکمیت صرف اللہ سے مخصوص ہے، ایک سوال پیش کرتے ہیں کہ جو دنیامیں قوانین شریعت کے نفاذ کے لئے قیام کرتے ہیں انہیں کیا کہا جائے اور ان کی حیثیت کیا ہو گی؟ ان کے نظریئے کے مطابق اس سوال کا جواب بالکل واضح و روشن ہے کہ انہیں نائب اور خلیفہ خدا کہا جائے گا۔ علامہ مودودیؒ کے مطابق: "انسانوں میں جو ایجنسی بھی سیاسی طاقت سے اللہ تعالیٰ کی قانونی حاکمیت کو نافذ کرنے کے لئے قائم ہو گی اس کو کسی بھی طرح قانون و سیاست کی اصطلاح میں صاحب حاکمیت(Sovereign) نہیں کہا جاسکتا۔ ظاہر ہے کہ جو طاقت قانونی حاکمیت نہ رکھتی ہو اور جس کے اختیارات کو پہلے ہی ایک بالاتر قانون نے محدود اور پابند کر دیا ہو جسے بدلنے کا اسے اختیار نہ ہو، وہ حاکمیت کی حامل نہیں ہو سکتی۔ اب اس کی صحیح پوزیشن کس لفظ سے ادا کی جائے۔ اس سوال کو قرآن ہی نے حل کر دیا ہے۔ وہ اسے لفظ "خلافت" سے تعبیر کرتا ہے۔ یعنی وہ بجائے خود حاکم اعلیٰ نہیں ہے بلکہ حاکم اعلیٰ کا نائب ہے۔[29]

خلافت جمہور

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کہتے ہیں: "خلیفہ وہ ہے جو تفویض شدہ اختیارات کو ملک کے اندر نافذ کرنے کے لئے بعنوان نائب عہدہ برآء ہوتا ہے۔ خلیفہ مالک نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ مالک حقیقی کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کی طرف سے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ اسے اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے مالک کی چاہت کو عملی جامہ پہنانے کا پابند ہوتا ہے"۔[30] علامہ مودودیؒ کے مطابق قرآن کریم نے اس سلسلے میں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے: "یہ خلافت و نیابت کسی خاص فرد، گروہ یا طبقہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق تمام ان افراد سے ہے جو اللہ کی حاکمیت کو قبول کرتے ہیں۔ علامہ جمہوری خلافت کا نظریہ پیش کرتے ہیں اور اپنے نظریہ پر تاکید کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیت سے استناد بھی کرتے ہیں۔

علامہ مودودیؒ کی دلیل

علامہ مودودیؒ اپنے "جمہوری خلافت" کے نظریے کے اثبات میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جس میں صالح مومنین کو خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے:[31] "وَعَدَ اللہ الّذین آمَنُوا مِنکُم وَ عَمِلُوا الصَّالِحات لَیَستَخلِفَنَّھم فِی الأرض، کَمَا استَخلَفَ الّذینَ من قبلھم" (55:24) ترجمہ: "جو تم میں سے ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ اسی طرح جس طرح ان سے پہلے اس نے دوسروں کو خلیفہ بنایا تھا۔"

دلیل کی وضاحت

علامہ مودودیؒ کی نظر میں لَیَستَخلِفَنَّھم فِی الأرض کی آیت دو اہم مطالب کی طرف اشارہ کر رہی ہے:

۱۔ حاکمیت انسان کے بجائے خلافت انسان۔ اس نکتہ کی وضاحت یہ ہے کہ اسلام حاکمیت (sovereignty) کے بجائے خلافت (vicegerency) کی اصطلاح استعمال کرتا ہے کیونکہ اسلام میں حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ لہٰذا جو کوئی اسلامی دستور کے تحت زمین پر حکمران ہو اسے لامحالہ حاکم اعلیٰ کا خلیفہ (vicegerent) ہونا چاہیے۔ جو محض تفویض کردہ اختیارات (Delegated Powers) استعمال کرنے کا مجاز ہوگا۔

۲۔ فرد، گروہ یا کسی خاص طبقہ کی خلافت کے بجائے جمہور کی خلافت۔ یعنی اس آیت میں خلیفہ بنانے کا وعدہ تمام مومنین سے کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ میں ان میں سے کسی کو خلیفہ بناؤں گا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ سب مومنین خلافت کے حامل ہیں۔[32] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ مودودی مسئلہ خلافت کو ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ حاکم اسلامی کے لئے لفظ "حاکم" استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ یہ ان کا خیال ہے کہ اس لفظ کا استعمال حاکمیت الٰہی سے منافات رکھتا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ کا اختیار ذاتی نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ جو کچھ انجام دیتا ہے دستورات خداوندی کو انجام دیتا ہے: "اگر ایک ریاست پہلے ہی قدم پر یہ مان لے کہ خدا اور رسولؐ کا حکم اس کے لئے بالاتر حکم کی حیثیت رکھتا ہے جس کے خلاف نہ اس کی منتظمہ کام کر سکتی ہے، نہ اس کی مقنّنہ کوئی قانون بنا سکتی ہے، اور نہ اس کی عدلیہ کوئی فیصلہ کر سکتی ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ خدا و رسولؐ کے مقابلے میں حاکمیت کے دعوے سے دستبردار ہو گئی ہے اور اس نے حکمرانی میں دراصل خدا و رسولؐ کے "خلیفہ" کی حیثیت اختیار کر لی ہے اس صورت میں اس کے لئے صحیح اصطلاح "حاکمیت" نہیں بلکہ "خلافت" ہی ہو سکتی ہے۔"[33] پس:

ا۔ علامہ مودودیؒ خلافت و حکومت میں تفاوت کے قائل ہیں۔ وہ مجری قوانین شریعت کو خلیفہ کہتے ہیں اور اگر کوئی خود اپنے قوانین کو اجرا کرے تو اسے حاکم کہتے ہیں۔
۲۔ کسی حاکمیت کو مشروعیت دینی حاصل نہیں ہے صرف خلافت کو دینی و شرعی اعتبار حاصل ہوتا ہے کیونکہ اگر ہم حاکمیت توحید کے قائل ہوں تو اس جہان ہستی میں صرف اللہ کی حاکمیت ہے اور کوئی دوسرا حاکمیت کی اہلیت نہیں رکھتا ہے بلکہ اس کے لئے صحیح اصطلاح خلافت ہے اور اس کی دلیل مذکورہ آیت استخلاف (55:24) ہے۔
۳۔ خلافت، عام ہے اور یہ تمام ان لوگوں سے تعلق رکھتی ہے جو حاکمیت الٰہی کو قبول کرتے ہیں اس لئے یہ تمام مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ علامہ مودودیؒ اپنے دعوے کے اثبات میں اس طرح استدلال کرتے ہیں: "ایک اسلامی ریاست میں اس کے تمام باشندوں کا بحیثیت مجموعی حامل خلافت ہونا وہ اہم اصولی حقیقت ہے جس پر اسلام میں جمہوریت کی بنا رکھی گئی ہے۔ جس طرح غیر اسلامی جمہوریت کی بنیاد اجتماعی حاکمیت (Popular Sovergeinty) کے اصول پر قائم ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح اسلامی جمہوریت کی بنیاد اجتماعی خلافت (Popular Vicegernty) کے اصول پر قائم ہوتی ہے۔ اس نظام حاکمیت کے بجائے خلافت کی اصطلاح اس لئے اختیار کی گئی ہے کہ یہاں اقتدار خدا کا عطیہ ہے اور اس عطیے کو خدا کے مقرر کئے ہوئے حدود کے اندر ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن خلافت کا یہ محدود اقتدار کسی ایک شخص، یا طبقے کو نہیں بلکہ ریاست کے تمام لوگوں کو من حیث الجماعت سونپا گیا ہے۔ جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کی مرضی سے بنے۔ ان کے مشورے سے کام کرے اور اسی وقت تک حکمران رہے جب تک مسلمان اس سے راضی رہیں اس بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے خلیفۃ اللہ کہلانے سے انکار کیا تھا کیونکہ خلافت دراصل امت مسلمہ کو سونپی گئی تھی نہ کہ براہ راست ان کو۔ ان کی خلافت کی اصل حیثیت یہ تھی کہ مسلمانوں نے اپنی مرضی سے اپنے اختیارات خلافت ان کے سپرد کر دیے تھے۔[34]

تحلیل و تجزیہ

اوّل: خلیفہ کے معنی عام و معنی خاص میں خلط

علامہ مودودیؒ نے سورہ نور کی آیت ۵۵ سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں خلافت عمومی مراد ہے کسی ایک فرد، گروہ یا خاص طبقے کی خلافت نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ موصوف نے خلاف کے معنی عام و معنی خاص میں غلط کیا ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں لفظ خلافت دو معنی میں استعمال ہوا ہے ایک عام

جانشینی کے معنی میں کہ وہ زمین پر اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرے اور دوسرے خاص جانشینی کے معنی میں کہ جس کے تحت وہ منصب الٰہی کا حامل ہوتا ہے یعنی وہ دوسرے لوگوں کے امور میں ولایت و حق تصرف رکھتا ہے تاکہ اس کی رہبری و سرپرستی کی وجہ سے احکام و قوانین الٰہی تغییر و تحریف سے محفوظ رہیں۔ قرآن کریم کی روشنی میں خلافت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ خلافت عمومی کہ جس کے تحت اللہ نے انسان کو روئے زمین پر اپنا خلیفہ و جانشین قرار دیا ہے۔

۲۔ خلیفہ کہ جسے حاکم بنایا ہے اور یہ اللہ کی جانب سے منصوب شدہ ہوتا ہے اور اللہ نے اس کے حاکم ہونے کا اعلان کیا ہے جیسے حضرت داؤدؑ خلیفہ بھی ہیں اور حاکم بھی: "یَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ" (26:38) ترجمہ: "اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں اپنا خلیفہ قرار دیا ہے پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔" آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّلاً حضرت داؤدؑ کی خلافت بمعنی خاص نص الٰہی کے تحت تھی کیونکہ انسان ہونے کے عنوان سے تو وہ عنوان خلیفہ عام کے حامل تو پہلے ہی تھے۔ لیکن خلافت خاص کے لئے نص الٰہی کا ہونا ضروری ہے۔ ثانیاً آگے ارشاد ہوتا ہے: "فاحکم بین الناس" جو نص الٰہی کے تحت خلیفہ بنتا ہے وہ حاکم بھی ہوتا ہے اور اس کی حکومت فرامین الٰہی کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ نے یہاں خود حکم دیا ہے کہ "حکم کرو۔۔۔" "یَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ" اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں حکومت، حکومت الٰہی سے حاصل شدہ ہونی چاہیے اور جو حکومت بھی حکومت الٰہی سے حاصل شدہ نہ ہو تو وہ ظالمانہ و غاصبانہ حکومت کہلائے گی۔ اور "فاحکم بین الناس" کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کرو پس خلافت الٰہی کا نتیجہ حکومت حق کا ہونا ہے۔[35]

دوّم: جمہوری خلافت کی بنیاد

علامہ مودودیؒ نے اپنے "جمہوری خلافت" کے نظریے کو ثابت کرنے کے لئے سورہ نور کی آیت ۵۵ سے استفادہ کیا ہے جبکہ قرآن کریم میں ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن کو اللہ نے منصب الٰہی کے تعیین میں نظر جمہور کو رد کیا ہے۔ یہاں چند ایسی آیات پیش کرنا مناسب ہے جن میں خاص افراد کے لئے جعل الٰہی پر یقینی دلیل موجود ہے:

الف) سورہ ص، ۲٦ کی مذکورہ بالا آیت خاص فرد کے لئے جعل الٰہی پر روشن دلیل ہے۔

ب) امامت کو بیان کرنے والی آیات جیسے "قالَ إِنِّي جاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِماماً" (124:2)۔ یہ آیت حضرت ابراہیمؑ کی امامت پر جعل الٰہی ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ نیز آیت "وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا" (73:21)، آیت "وَ جَعَلْنا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنا لَمَّا صَبَرُوا وَ كانُوا بِآياتِنا يُوقِنُونَ" یہاں لفظ "جعلنا" سے معلوم ہوتا ہے ایسے انبیاء ہیں جو اللہ کی جانب سے اس مقام پر منصوب ہوئے ہیں۔

ج) حکومت و ملک عظیم کی طرف اشارہ کرنے والی آیات خود جعل الٰہی کی دلیل ہیں۔ مانند: "أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا ءَاتَیٰهُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ ءَاتَيْنَا ءَالَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَ الحِكْمَةَ وَ ءَاتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا"؛ (54:4) یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ عطا کیا ہے تو پھر ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب و حکمت اور ملک عظیم سب کچھ عطا کیا ہے۔[36] نیز فرماتا ہے: "وَ هَبْ لِي مُلْكًا لا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ" (35:38) سلیمانؑ کے کہا کہ پروردگار مجھے ایک ایسا ملک عظیم عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا دعا کرنا خود جعل الٰہی کی دلیل ہے۔

د) "وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ" (247:2) ان کے پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو حاکم مقرر کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح حکومت کریں گے ان کے پاس تو مال کی فراوانی نہیں ہے ان سے زیادہ تو ہم ہی حقدار حکومت ہیں۔ نبی نے جواب دیا کہ انہیں اللہ نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور علم و جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے دیتا ہے کہ وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ علم بھی۔

اس آیت سے چند نکات سمجھے جا سکتے ہیں۔

۱۔ طالوت کی فرماندہی اللہ کی جانب سے معین شدہ ہے: "إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ"

۲۔ "ملکًا" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ طالوت حاکم بھی تھے اور سپہ سالار بھی۔

۳۔ "قالوا" اور "قال" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے طالوت کی فرماندہی کی مخالفت کی تھی۔[37] یہی وہ مقام تھا کہ جہاں لوگوں نے ان کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ "وہ ہم پر کس طرح

حاکم بن سکتے ہیں جبکہ ہم بہتر شائستگی رکھتے ہیں اور ان کے پاس تو مال و دولت بھی نہیں ہے "لوگوں نے اس طرح سے کہا: "قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ"

لوگوں کی اس بات میں اور پیغمبرؑ کے جواب میں چند نکات پائے جاتے ہیں:

۱۔ لوگوں کی یہ مخالفت درحقیقت جعل الٰہی کی مخالفت تھی کیونکہ اللہ نے طالوت کو فرمانده کی حیثیت سے منصوب کیا تھا۔

۲۔ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ زمامدار کو عالی نسب و صاحب کثیر مال ہونا چاہیے۔

۳۔ طالوت بنی اسرائیل کے ایک گمنام قبیلہ سے تھا، مالی اعتبار سے مضبوط نہ تھے اور ایک سادہ زراعت کرنے والے تھے۔

۴۔ لہٰذا طالوت ان کی نگاہ میں زمامداری و فرماندہی کے لائق نہ تھے۔

۵۔ ان کے مقابلے میں پیغمبر کا یہ جواب تھا: اوّلاً: طالوت کا انتخاب من جانب اللہ ہے: "إِنَّ اللهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ" ثانیاً: فرمانده کو علم اور جسمی توانائی سے مالا مال ہونا چاہیے: "وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ" تمہیں دیکھنا چاہیے کہ خداوند عالم نے انہیں تمہارے اوپر علم و فہم و فراست اور قدرت و توانائی کی وجہ سے منتخب کیا ہے۔[38]

بنابریں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی انتخاب الٰہی کے مقابلہ میں جمہور کی رائے کو ردّ کیا ہے۔

ہ) نیز آیہ ارجاع در حال نزاع، یعنی وہ آیت جو نزاع کی صورت میں راہ حل بیان کر رہی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ" (59:4)۔ جب تمہارے درمیان کسی چیز میں نزاع ہو جائے تو اسے فیصلہ کے لئے اللہ و رسولؐ کی طرف پلٹا دو اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ دنیا سے رخصت ہونے والا ہر باشعور و عاقل اپنے پسماندگان کے لئے کسی نہ کسی کو بعنوان سرپرست معین کرتا ہے تاکہ اس کے بعد ان کے درمیان اختلاف و نزاع پیدا نہ ہونے پائے۔ نبی کریمؐ تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ کسی کو سرپرست معین کئے بغیر اس دنیا سے چلے جائیں؟! پس مسئلہ خلافت بھی ایک نزاعی مسئلہ ہے۔ اگر نبی مکرمؐ خود اس مشکل کو حل کرکے جائیں گے تو پھر نزاع پیش نہ آئے گا وگرنہ لوگوں کے درمیان نزاع پیدا ہو جائے گا۔ پس نبی کریم کا اس دنیا سے بغیر کسی کو معین کئے جمہور پر اس مسئلے کو چھوڑ کر چلے جانا مناسب محسوس نہیں ہوتا ہے۔

سوّم: خاص افراد کے لئے منصب خلافت

علامہ مودودیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ خلافت الٰہیہ خاص افراد کے لئے نہیں ہے بلکہ تمام امت کے افراد سے متعلق ہے جبکہ متعدد آیات و روایات اس منصب کے خاص افراد کے لئے اعلان کر رہی ہیں: مثلًا "یا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ" (26:38) یعنی: "اے داؤد ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ پیروی کرو۔" نبی کریم ﷺ سے منقول ہے: "لا یزال الدین قائماً حتی تقوم الساعۃ و یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش"[39] دین اسلام قیامت تک باقی رہے گا اور بارہ خلفاء جو تمام قریش سے ہوں گے ان پر خلیفہ ہوں گے۔ ایسی دسیوں روایات شیعہ و اہل سنت منابع میں موجود ہیں۔ مزید اطلاع کے لئے ان منابع کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے: مسند احمد، ج5، ص106؛ کنزالعمال، ج12، ص32؛ مستدرک حاکم نیشابوری، ج3، ص618؛ معجم کبیر طبرانی، ج2، ص195؛ فتح الباری، ج13، ص211؛ عیون اخبار الرضا، ج2، ص54؛ خصال صدوق، ج2، ص235؛ الطرائف، سید بن طاوس، ص170 وغیرہ شیعہ و اہل سنت منابع و مآخذ۔ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "الخلفاء بعدی اثنا عشر تسعۃ من صلب الحسین"[40] میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے جن میں سے نو صلب حسینؑ سے ہوں گے۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ لفظ "خلیفہ" حضرت علیؑ کے لئے رسالت کے ابلاغ کے ساتھ ہی استعمال ہوا ہے، مشہور حدیث یوم الدار جس کا بین ثبوت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا: "ان ھذا اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوا و اطیعوا" یعنی: "تمہارے درمیان یہ میرا بھائی، وصی اور جانشین ہے۔ پس اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔" بزرگان قریش یہاں سے تمسخر کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہا: "تمہارا بھتیجا کہہ رہا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی پیروی کرو۔"[41] اس حدیث کے چند نکات پر توجہ کرنا ضروری ہے:

۱۔ اس حدیث میں واضح طور پر "خلیفتی فیکم" استعمال کیا ہے جو آپ کی جانشینی کی واضح دلیل ہے۔ جو تاریخی اعتبار سے رسالت کے ساتھ ہی پیش کی گئی ہے۔

۲۔ "فاسمعوا اور اطیعوا" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلیفہ خود آنحضرتؐ کی طرح واجب الاطاعۃ ہے۔

۳۔ قریش کا ابو طالبؑ کو مخاطب کرکے کہنا کہ تمہارا بھتیجا تمہیں تمہارے بیٹے کی اطاعت کا حکم دے رہا ہے، یہ خود ان کے واجب الاطاعۃ ہونے کا بین ثبوت ہے۔

نتائج

☆ اسلامی حکومت کے سلسلہ میں امام خمینیؒ وعلامہ مودودیؒ کے طرز تفکر میں مشترک اور کچھ مختص مبانی دیکھنے میں آتے ہیں۔

☆ دونوں بزرگواروں کے سیاسی تفکر کا اساسی محور، ربوبیت، حاکمیت اور مالکیت میں توحید ہے۔

نیز دونوں کے نظریے کے مطابق اسلام کے نظام سیاسی میں قانون سازی کا حق بھی اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور یہ امر اس کی ربوبیت تشریعی سے متعلق ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کے لئے رسالت کو قرار دیا ہے اور اسی نے رسول و نبی کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔

☆ امام خمینیؒ، پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد امامت اہل بیتؑ کو حکومت و ولایت امت کا مبنا قرار دیتے ہیں کیونکہ ان کے مطابق جس طرح اللہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کو امت کا ولی و حاکم قرار دیا ہے اسی طرح پیغمبرؐ اسلام کے بعد بھی امت کی سرپرستی کے لئے ایک ولی و حاکم اسلامی کو معین کرنا بھی اللہ کے امور میں سے ہے۔ لہٰذا امام خمینیؒ کے نظریے کے مطابق حضور ائمہ کے زمانے میں خود ائمہ امت اسلامی کے ولی و حاکم اسلامی ہیں اور ان کی غیبت کے زمانے میں یہ منصب عالم و عادل فقیہ سے متعلق ہوتا ہے۔ جبکہ علامہ مودودیؒ کا کہنا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنے بعد کسی کو معین نہیں کیا ہے اور انہوں نے یہ امر امت کے سپرد کیا ہے۔ اس لئے وہ جمہوری خلافت کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔

* * * * *

حوالہ جات

1۔ خمینی، روح اللہ، صحیفہ امام (قم، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، 1386ش)، 387۔
2۔ خمینیؒ، روح اللہ، *کشف الاسرار* (قم، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، ندارد)، 181۔182۔
3۔ بسم اللہ، حسنی، ضرورت *اسلامی حکومت در عصر غیبت*، (قم، مرکز بین المللی ترجمہ و نشر المصطفیٰ، 1392)، 35۔

4۔ سید ابو الاعلیٰ، مودودیؒ، *جماعت اسلامی کی دعوت* (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ، 2009ء) ، 24؛ مودودیؒ، *اسامی ریاست* (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ، 2008ء)، 117۔

5۔ مودودیؒ، *اسلامی ریاست*، 117۔

6۔ خمینی، *کشف الاسرار*، 181۔182۔

7۔ خمینیؒ، روح اللہ، *ولایت فقیہ* (قم، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، 1385ش)، 44و74۔

8۔ مودودیؒ، *اسلامی ریاست*، 339۔

9۔ خمینیؒ، *ولایت فقیہ*، 44۔

10۔ فخر الدین، طریحی، *مجمع البحرین* (قم، مکتبۃ النشر الثقافۃ الاسلامیۃ، 1367)، 257۔

11۔ خمینیؒ، *ولایت فقیہ*، 111؛ خمینیؒ، *شئوون و اختیارات ولی فقیہ*، ترجمہ کتاب البیع (قم، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، 1365)، 59۔

12۔ مودودیؒ، *اسلامی ریاست*، 339۔

13۔ ایضاً، 200۔

14۔ خمینیؒ، روح اللہ، *شرح چہل حدیث (اربعین حدیث)*، (تہران، مؤسسۂ تنظیم و نشر آثار امام خمینی(رہ)، 1376)، 479۔

15۔ سید محمد بن حسین، شریف الرضی، *نہج البلاغہ* (للصبحی صالح)، ہجرت (قم، انتشارات ہجرت، 1414ھ)، کلمات قصار، 252۔

16۔ محمد باقر بن محمد تقی، مجلسیؒ، *بحار الأنوار الجامعة لدرر اخبار الأئمة الأطهار*، ج36، (بیروت، دار إحياء التراث العربي، 1403ق)، 337۔

17۔ محمد بن علی ابن بابویہ، شیخ صدوق، *علل الشرایع*، ج1 (قم، کتاب فروشی داوری، 1385ش/1966م)، 248؛ صدوق، *من لایحضرہ الفقیہ*، تحقیق غفاری، ج3، (قم، جامعہ مدرسین، ندارد)، 372، حدیث 1754؛ مجلسی، *بحار الانوار*، ج6، 107۔

18۔ جمشیدی، محمد حسین،، اندیشہ سیاسی امام خمینی(رہ)، معاونت پژوہشی پژوہشکدہ امام خمینی(رہ) و انقلاب اسلامی وابستہ بہ (قم، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی(رہ)، 1384)، 521۔

19۔ خمینیؒ، روح اللہ، *کتاب البیع*، ج2 (تہران، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ، 1388ھ)، 624۔

20۔ خمینیؒ، *صحیفہ نور*، ج10 (تہران، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، 1394)، 308۔

21۔ خمینیؒ، *ولایت فقیہ*، 59۔

22۔ الشیخ محمد بن الحسن، الحر العاملی، *وسائل الشیعۃ*، باب 8 (قم، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، 1409ھ)، حدیث 50۔

23۔ مجلسیؒ، *بحارالانوار*، ج38، ص98، حدیث16،18۔

24۔صدوق، *من لایحضرہ الفقیہ*، ج4، حدیث132، حدیث457؛ صدوق، *کمال الدین*، تحقیق و تعلیقہ غفاری(قم، جامعہ مدرسین، 1405)، 253، حدیث3۔

25۔ خمینیؒ، روح اللہ، *ولایت فقیہ*، 67۔

26۔ایضاً۔

27۔ مجلسی، *بحارالانوار*، ج38، 98، حدیث16، 18۔

28۔صدوق، *من لایحضرہ الفقیہ*، ج4، ص132، حدیث457؛ صدوق، *کمال الدین*، 253، حدیث3۔

29۔ مودودیؒ، *اسلامی ریاست*، 341۔

30۔ مودودیؒ، *تفہیم القرآن*، ج1 (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 2002ء) ، 59۔

31۔ مودودیؒ، *خلافت وملوکیت* (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 2015ء)، 37۔

32۔ مودودیؒ، *اسلامی ریاست*، 150۔

33۔ایضاً، 394۔

34۔ایضاً، 339۔

35۔ناصر مکارم، شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج19 (تہران، دارالکتب الاسلامیہ، 1377ش) ، 262۔

36۔مکارم شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج3، 420۔

37۔ایضاً، ج2، 238۔

38۔ایضاً۔

39۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، *صحیح مسلم*، کتاب امارہ، باب1، ج6 (بیروت، داراحیاء التراث العربی، سن ندارد) ،4؛ متقی ہندی، علاء الدین، *کنزالعمال*، ج14 (بیروت، مؤسسہ الرسالۃ، سن ندارد) ،22۔

40۔بحرانی، سید ہاشم، *الانصاف فی النص علی الائمۃ (ع)*، ترجمہ رسول محلاتی (تہران، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، 1378) ، 162۔

41۔طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، *تاریخ طبری*، ج2، (بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1408) ،319 ابن اثیر جزری، ابوالحسن عزالدین، محمد بن محمد بن عبدالکریم، *الکامل فی التاریخ*، ج2 (بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1415)، 42۔

Bibliography

Abu Ja'far Muhammad b. Jarīr. *Tarīkh-e Tabari*, vol. 2. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilamiyyah, 1408AH.

Al-Bahrani, Sayyid Hashim. *Al-Insaf Fi al-Nus ala al-Ai'mah*. Translated by Rasool Mahallati. Tehran: Daftr Nashr-e Farhangh-e Islami, 1378AD.

Al-Hur al-Amili, Muhammad b. al-Husyn. *Wasai'l al-Shiah*. Qum: Mua'ssassa Aāl al-Bayt, 1409AH.

Hasani, Bismillah. *Zarūrat-e Hakumat-e Islami dr Asr-e Gaybat*. Qum: Mrkaz Bayn al-Milali Tarjamah wa Nashr al-Mustafa, 1392AD.

Ibn Athir Jazri, Abul Hasan Izz al-Din, Muhammad b.Muhammad b. Abd al-Karim. *Al-Kamil fi al-Tarīkh*, vol. 2. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilamiyyah, 1415AH.

Jamshaydi, Mohammad Husyn. *Andīsha-e Siyasi-ye Imam Khomeini*. Qum: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, 1384AD.

Khomeini, Ruhollah. *Sahifeh-ye Noor*, vol. 10. Tehran: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, 1394AD.

_____.*Kitab al-Baye*, vol. 2. Tehran: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, 1388AD.

_____.*Sahifeh-ye Imam*. Qum: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, 1386AD.

_____.*Wilayat-e Faqih*. Qum: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, 1385AD.

_____.*Sharh-e Chahel Hadith* (Arbaī'n Hadith). Tehran: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, 1376AD.

_____.*Shuo'un wa Ikhtiarāt-e Wali-e-Faqih*. Qum: Wazarat Farhangh wa Irshad-e Islami, 1365AD.

_____.*Kashf al-Asrār*. Qum: Mua'ssasa-ye Tanzīm wa Nashr Athār-e Imam Khomeini, nd.

Majlisi, Mohammad Baqir b. Mohammad Taqi. *Bihar Al-Anwār Al-Jamiah Li Dhurar al-Akhbar li Ai'mamah al-Athār*, vol. 36. Beirut: Dar Al-Ihya Al-Turāth Al-Arabi, 1403AH.

Maududi, Syed Abu A'la. *Khilafat aur Maluqiyyat*: Lahore: Idarah Tarjuman al-Quran, 2015.

_____. A'la. *Jamāt-e Islami Ki Dawat*. Lahore: Islamic Publications Limited, 2009.

_____. A'la. *Islami Riyasat*. Lahore: Islamic Publications Limited, 2008.

_____. A'la. *Tafhīm al-Quran*, vol. 1. Lahore: Idarah Tarjuman al-Quran, 2002.
Muslim b. Hajjaj Nishapuri. *Sahih Muslim*, vol. 6. Beirut, Dar Al-Ahya Al-Turāth al-Arabi, nd.
Muttaqi Hindi, Ala' al-Din. *Kanz al-Ummāl*, vol. 14. Beirut: Moa'ssasa al-Risalah, nd.
Sharif al-Radhi, Sayyid Muhammad b. Husyn. *Nahj al-Balaghah.* Qum: Intisharāt-e Hijrat, 1414AH.
Shaykh Sadūq, Muhammad b. Ali b. Babawayh. *Kamal al-Din*. Annotated by Ghaffari. Qum: Jamia'h Mudarrisīn,, 1405AH.
_____. *I'lal al-Sharai'ah*, vol. 1. Qum: Kitab Forushi Dawari, 1385AD/1966.
_____. *Man la Yahdhur al-Faqih*, vol. 3. Qum: Jamia'h Mudarrisīn, nd.
Shirazi, Nasir Makarim. *Tafsīr-e Namuna*, vol. 19. Tehran: Dar al-Kutub al-Islamiyyah, 1377AD.
Tarīhi, Fakhr al-Din. *Majma' al-Bahrayn*. Qum: Maktab al-Nashr Al-Thaqafat Al-Islamiyyah, 1367AD.